AL-AASAR Journal
Quarterly *Research Journal*
www. al-aasar.com
Vol. 3, No. 1 (2026)
Online ISSN: 3006-693X
Print ISSN: 3006-6921

Kashmiri Play ‘‘*Searching for Heaven* ’’and Dino Bhai Pant

کشمیری ناٹک "سورگ کی کھوج" اور دینو بھائی پنت

نوید اقبال
پی۔ایچ۔ڈی اسکالر ، گورنمنٹ کالج یونی ورسٹی لاہور۔
ڈاکٹر رضیہ مجید (اسسٹنٹ پروفیسر)
گورنمنٹ کالج یونی ورسٹی، لاہور

Abstract: This Drama of Dino Bhai Pant is an important addition to the dramatic literature of Urdu, in terms of the historical significance of its subject. The story is an ancient tradition of the early settlement of humans in the beautiful valley of Kashmir. There were early settlements of humans on the hills around the lake.People complained about Jilad Bhoo, s cruelty.Then there a pious man Indra saved the people from the torment of this demon and settled on the hills near Baramulla. The mountains were cut off from the water of Sati Sar and the land of Valley was found, and now the mud was washed away and people settled on the beautiful earth like Heaven ‘’THE KASHMIR VALLEY.’’

دینو بھائی پنت ایک

ترقی پسند شاعر اور ڈرامہ نگار تھے جو 1918ء میں جموں و کشمیر کے گاؤں پنتھل میں پیدا ہوئے۔ اپنی علاقائی کشمیری پہچان کو برقرار رکھنے کے لیے وہ اپنے نام کے ساتھ اپنے گاؤں کی جنم بھومی پنتھل سے پنت کی نسبت لگاتے ہیں۔ اگر ہم ان کے ادبی سرگرمیوں کے آغاز کی بات کریں تو پتا چلتا ہے کہ ابتدائی زمانے میں انہوں نے اردو ہندی میں مزاحیہ نظمیں تحریر کر کے اپنے ادبی سفر کا شروعات کی۔ لیکن جلد ہی انہیں احساس ہوا کہ اردو اور ہندی صرف پڑھے لکھے طبقے کی نمائندگی کرتی ہیں، جبکہ ڈوگری زبان مقامی سطح پر زیادہ مقبول ہے۔ چناں چہ انہوں نے علاقائی زبان ڈوگری میں شاعری کی، جس میں مہاراجہ کے ظلم و جبر کے خلاف آواز بلند کی گئی جو عام آدمی کے دکھوں کی عکاسی کرتی تھی۔ اسی ادبی دور کے عروج پر پہنچ کر انہوں نے ڈرامے بھی تحریر کرنے کا خوب صورت تجربہ کیا جو کام یاب رہا اور ادبی حلقوں میں بہت سراہے جانے لگے تب انہوں نے ڈرامہ نگاری کی طرف بھی توجہ دینا شروع کی۔ پنت جی ایک متوسط گھرانے سے تعلق رکھنے کی وجہ سے مزدوروں اور کسانوں کے استحصال کا گہرا احساس رکھتے تھے۔ دوسری بات یہ کہ یہ وہی زمانہ تھا جب کشمیری مہاراجہ کے ناجائز ٹیکسوں اور اس کے کارندوں کے ظلم و ستم کا شکار تھے۔ یہی وجہ ہے کہ انہوں نے اپنی شاعری میں مہاراجہ کے ظلم و ستم کی کھل کی مخالفت کی جس کی وجہ سے ان پر سختیاں بھی ہوئیں لیکن وہ ڈٹے رہے۔

AL-AASAR Journal
Quarterly *Research Journal*
www. al-aasar.com
Vol. 3, No. 1 (2026)
Online ISSN: 3006-693X
Print ISSN: 3006-6921

چوں کہ پنت جی ایک ادبی شخصیت کے ساتھ ساتھ سماجی شعور و آگاہی بھی رکھتے تھے اس لیے انہوں نے شاعری اور ڈرامہ نگاری اور دیگر ادبی خدمات کے علاوہ سیاسی معاملات میں ڈوگرہ حکمران کی عوام دشمنی اور سرمایہ دارانہ اور جاگیر دارانہ نظام کے خلاف صدائے بغاوت بلند کی۔ شاعری کے علاوہ، انہوں نے ڈرامہ نگاری میں بھی خاصی توجہ دی۔ ان کے مشہور تاریخی ڈراموں میں " ایودھیا""سریچ" اور "سورگ کی کھوج" شامل ہیں۔ اپنی سروس کے دوران وہ جموں ریڈیو اسٹیشن کے محکمہ بحالی میں پبلسٹی آفیسر کے طور پر کام کیا۔ اسی دوران پنت جی کے لکھے گئے ان کے ڈراموں کو خاصی مقبولیت حاصل ہوئی جنھیں اس زمانے میں اسٹیج پر بھی عملی طور پر پیش کیا گیا۔

دینو بھائی پنت کے انھی ڈراموں میں سے ان کا ایک ڈرامہ "سورگ کی کھوج" کشمیر کی ابتدائی تاریخ سے متعلق ہے۔ یہ ڈرامہ کشمیر کی قدیم تاریخی جھیل کے تاریخی حقائق سے متعلق روایات کو ڈرامائی شکل میں پیش کرتا ہے، جس میں وادی کشمیر کی دھرتی کو ستی سر جھیل کے پس منظر سے نمایاں کیا گیا ہے جو ان کی شاندار اور بے مثال کاوش تھی۔

کہانی کی بات کی جائے تو ڈرامہ "سورگ کی راکھ" کی کہانی کو پیش کرنے کے لیے اس کے آٹھ اہم کرداروں کو شامل کیا گیا ہے۔ ان میں کیشپ کاشر قبیلے کے سردار کا کردار ہے اسی طرح رودر نوجوان کا شروع کا نیتا ہے اندر کا کردار ایران کے باشندے اور سپہ سالار کا کردار ہے دھر اور تانترے ڈرامہ میں قبیلے کے پروہت اور مکھیا ہیں۔ نندی اور کاک کاشر بھٹ یعنی سپاہی ہیں جبکہ شاریکا ایک کیشپ دیو ہے۔ اپرنا اس ڈرامہ کی ہیروئن کا کردار ہے جو کاشروں میں سب سے خوبصورت ذہین اور سمجھ دار لڑکی ہے ۔اسی طرح ڈرامہ "سورگ کی کھوج" کی کہانی کی بات کریں تو مصنف نے ڈرامہ کے کرداروں اور کہانی کو خوبصورتی سے کشمیر کی تاریخی روایت کے ساتھ منسلک کیا ہے۔ ڈرامہ کا مرکزی کردار جو کل پتی کی حیثیت رکھتا ہے اپنے گن باسیوں سے صلح کے بعد یہ طے کرتا ہے کہ اب پہاڑوں پر آبادیوں کے بڑھ جانے کے باعث ہمارے پاس ایک ہی راستہ بچا ہے کہ ہم ستی سر جھیل کا پانی نکال کر اس کے نیچے موجود زرخیز زمین سے اپنے اور اپنے مال مویشیوں کے کھانے کے لیے مناسب خوراک کا انتظام کر سکیں وگرنہ دوسری صورت میں ہمارے کاشر قبیلے کے لوگوں کی آہستہ آہستہ ہجرت کرنی پڑے گی جو ہماری طاقت کم کر دے گی جس سے قریب بسنے والے دشمن قبیلہ براہا (بارہ مولہ کے پاس بسے والے وحشی) قبیلہ ہم پر حملہ اور ہو کر ہمیں خاطر خواہ نقصان پہنچا سکتے ہیں۔

کیشپ رشی اپنے اس ادھورے خواب کی تکمیل کے لیے اپنے قبیلے کے لوگوں کو آمادہ کر لیتا ہے۔ مصنف نے ڈرامہ میں کشمیر کے جس تاریخی حوالے کو بنیاد بنا کر یہ ڈرامہ تخلیق کیا وہ "نیل مت پران "نامی قدیم تاریخی کتاب میں درج ہے جس کے مطابق ساتویں منوں کے دور میں جلود بھو نامی راکھشس وادی کشمیر کے پیالہ نما جگہ جو جھیل کی صورت پانی سے لبالب بھری تھی وہاں رہتا تھا جو مقامی کاشر نامی قبیلے کے لوگوں کو بہت تنگ کرتا تھا۔ اسی دوران ناگوں کے بادشاہ کیشپ رشی سے بات کی تو اس نے بدکار راکھشس کو سزا دینے کا انتظام کیا۔ کشمیر کے مورخین عہد عتیق نے ان واقعات کو دیومالائی کہانیوں میں رنگ کر پیش کیا ہے اسی طرح کی افسانوی توضیح ہمیں کشمیر کے ماہر تاریخ دان پی۔ این، کے بامزی اپنی تاریخ کی کتاب میں دیتے ہوئے لکھتے ہیں:

AL-AASAR Journal
Quarterly *Research Journal*
www. al-aasar.com
Vol. 3, No. 1 (2026)
Online ISSN: 3006-693X
Print ISSN: 3006-6921

"برہمہ کے حکم سے تمام دیوتاؤں نے ستی سر کے لیے کام شروع کیا اور کون ساناگ کے
اوپر کی بلند چوٹیوں پر اپنی کمان سنبھال لیں اس لیے کہ راکھشس جو اپنے آپ میں ایک
ناقابل تسخیر تھا۔ اس نے جھیل سے نکلنے سے انکار کر دیا اس کے بعد وشنو نے اپنے
بھائی بل بھدر کو جھیل کی نکاسی کے لیے بلایا جس نے اپنے حل کے ساتھ پہاڑ میں
چھید کر دیا۔ جب جھیل سوکھ گئی تو جوکاشروں نے ان پر حملہ کیا اور ایک زبردست
لڑائی کے بعد اسے رودر نامی سینادل نے جنگی مہرے سے مار کر ہلاک کر دیا۔"1۔

کشمیر کی ستی سر جھیل کا تاریخی کتابوں میں طرح طرح سے حوالہ دیا جاتا ہے جو وہاں کی ابتدائی آبادیوں سے جڑے ہوئے ہیں کشمیر میں بسنے والوں آریائیوں کے بارے میں یہ مشہور ہے کہ جب ایرانی آریائیوں کے قبائل کی آپس میں جنگیں ہوئیں تو اس کے نتیجے میں ایران سے آریائی لوگ مختلف خطوں میں ہجرت کرنے پر مجبور ہوئے ان میں سے بہت سے قبائل یہاں کشمیر میں بھی آکر آباد ہوئے۔ ڈرامہ میں مصنف نے انہیں تاریخی آریا سماج کے لوگوں کے کرداروں کو ایک نئے روپ اور رنگ میں تراش کر بیان کیا ہے۔ جہاں ڈرامہ "سورگ کی کھوج" کا ایک کردار کیشپ رشی اصل میں براہمہ قبیلے میں ناگوں کے ماننے والوں کے باپ بابا کیشپ کا کردار ہے۔ اسی طرح جلود بھو کو مارنے والا وشنو کا بھائی بل بھدر ڈرامے میں رودر کے کردار کے کردار کے طور پر ہے۔ اس ناٹک کے پہلے سین کا باقاعدہ آغاز ہوتا ہے جس میں کاشر قبیلے کے مرکزی کردار کشیپ رشی کو دکھایا گیا ہے جو جھیل ستی سر کے کنارے یگیہ شالا کے پاس موجود ہیں اس کے ہاتھ میں ایک لکڑی کی ڈیوٹ میں بڑا سا چراغ جل رہا ہے اور کیشپ رشی کے ہاتھ میں تانبے کا بھالا ہے۔ یہاں مصنف نے تانبے کا ذکر کر کے زمانی تاریخ کو ظاہر کیا ہے جس سے ڈرامہ میں کشمیر کی پانچ ہزار سال کی تاریخ کو پیش کرنے کی کوشش کی گئی ہے یوں تو تانبہ انسان کی قدیم ترین دھاتوں میں سے ہے۔ اس سے بننے والے اشیاء کا دور چار ہزار قبل مسیح ہے یا تقریباً 3500 قبل مسیح تک پھیلا ہوا ہے جو تانبے کا دور یعنی لیتھک یا اینولتھک کہلاتا ہے جہاں پتھروں کے اوزار کے ساتھ ساتھ تانبے کے اوزار بھی استعمال ہوا کرتے تھے لیکن ڈرامے میں آگے جا کر مصنف نے لوہے کے دریافت اور استعمال کے دور کو بھی دکھایا ہے جو آریہ مان یعنی ایران کے فوج کے سپہ سالار اندر کے کردار سے جڑا ہے۔ آریامان کا ایک سیناپتی (فوج کا سپہ سالار) کاشروں کے ہاتھوں پکڑا جاتا ہے جس کے پاس موجود لوہے کی دھات سے بنے اوزار ہوتے ہیں جسے دیکھ کر کہ کیشپ بابا حیران ہو جاتا ہے کہ یہ دھات پتھروں کو تورنے میں نہایت کار آمد ہے اس لے اس دھات سے ستی سر جھیل کی سخت چٹانوں کو توڑنے کا کام لیا جا سکتا ہے۔ بعد میں اسی دھات کی بدولت اس کا خواب اپنی تکمیل کو پہنچتا ہے۔ لوہے کے زمانے یعنی 35 سو سال قبل مسیح سے لے کر تقریباً تین ہزار سال قبل مسیح کے دور کی عکاسی ہوتی ہے جب دنیا میں سب سے پہلے ترکوں، ایرانوں اور مصریوں نے لوہے سے طرح طرح کے اوزار بنائے۔ مصنف نے انسانی تاریخ کے اس تانبے کے دور کی لوک دیومالائی داستانوں میں سے ایک داستان جو اس کشمیر دھرتی کی کہانی "سوگ کی کھوج" کی کہانی کو جو نیل مت راج ترنگی اور مارکنڈے کی پرانوں میں درج ہے نہایت تصوراتی انداز میں پیش کیا ہے جس سے ہزاروں سال پہلے کی کھوئی ہوئی ابتدائی کشمیر تاریخ روشن ہوئی۔ دھرتی سورگ کی یہ عظیم داستان آج ہزاروں سال سے انسانوں کے ذریعے سینہ بسینہ منتقل ہوتی چلی آرہی ہے۔

AL-AASAR Journal
Quarterly *Research Journal*
www. al-aasar.com
Vol. 3, No. 1 (2026)
Online ISSN: 3006-693X
Print ISSN: 3006-6921

قدیم تاریخی کتب میں بتایا گیا ہے کہ پتھر اور ہڈی کی مدد سے شکار کرنے والے انسان کس طرح ہزاروں سال پہلے کشمیر میں جھیل ستی سر کے کنارے آباد تھے۔ آج بھی ان پہاڑ کی ڈھلوانوں میں جہاں جھیل کے کنارے قبیلہ یا گن آباد تھے اور اس وقت جب وادی پانی سے لبالب بھری تھے اس وقت وہاں کے رہنے والے انسان ان پہاڑوں کی بلندی میں جو کسی زمانے میں جھیل کنارے ہوا کرتے تھے اس پانی کی سطح پر کشتیاں باندھا کرتے تھے ان کشتیوں کو باندھنے والے سوراخوں کو ناؤ بند کہا جاتا ہے جن کے نشانات آج بھی موجود ہیں۔ یہ آثار وادی کشمیر کی ریاست کے دارالحکومت سری نگر سے 10 میل کے فاصلے پر ایک پہاڑی کی چوٹی جسے وہ بزرہایا (بزج ہوم) کہا جاتا ہے وہاں یہ تمام آثار موجود ہیں اس کے علاوہ وہاں پتھر ہڈی کے ہتھیار مٹی کے برتن اور کھیتی باڑی کے اوزار بھی ملے ہیں۔ کشمیر میں اس طرح کے آثار دریائے جہلم کے کنارے ضلع پلوامہ کے گاؤں اونتی پورہ میں بھی ملتے ہیں جہاں سے دریافت ہونے والے اوزار بزج ہوم کے اوزاروں سے مشابہت رکھتے ہیں۔ ان کے بارے میں یہ بتایا جاتا ہے کہ یہ تہذیب تقریبا1200 قبل مسیح سے لے کر1500 قبل مسیح تک کی ہے اور کہیں کہیں ان کے بارے میں 3 ہزار قبل مسیح سے3500 قبل مسیح کا بھی اندازہ لگایا جاتا ہے۔

ڈرامے کے ابتدائی سین میں جو منظر پیش

کیے گیا اس میں کیشپ بابا کو دور اندیش مقدس اور پر عزم شخصیت کے طور پر دکھایا گیا۔ اس کے بعد شاریکا اور رودر کے درمیان ابتدائی مکالمہ پیش کیا گیا شاریکا کردار خانہ بدوش آریا قبیلے کے ہاری سے لیا گیا ہے جو ہانجھیوں کی نگرانی کا کام بھی کرتی ہے اور خاصی سدھ بدھ رکھنے کی وجہ سے وہ 120 سال کے مہارشی کے زیادہ قریب ہے۔ پہلے سین میں شاریکا اور رودر کے درمیان مباحثے کو پیش کیا گیا جو ابتدائی مکالمے میں ڈرامہ کے مرکزی کردار رودر کو رشی بابا سے ملنے سے روکتی ہے۔ یوں تو قدیم ہندوستانی کتابوں میں رودر کو بھلائی کا دیوتا سمجھا جاتا ہے جس کے منتر ہزاروں ویدوں میں گائے گئے ہیں ۔شاریکا جب سے اسے روکتی ہے کہ وہ اس وقت وہ بلا اجازت مہارشی کے آرام گاہ میں داخل نہیں ہو سکتا اس پر درودر شاریکا کو سمجھانے کی کوشش کرتا ہے کہ اسے کیشپ بابا کو بتاتا ہے کہ وہ پشوں اور کاشروں کی حق کی آواز بن کر آیا ہے جو بھوک سے مر رہے ہیں۔ ڈرامہ میں اسی دوران تانترے نامی ایک بوڑھا کاشر مکھیا یعنی رہنما بھی وہاں داخل ہوتا ہے جو جو رودر کی بات سے متفق ہر کر شاریکا کو بتاتا ہے کہ براہو قبیلے کے آدمیوں نے ان کی گائیں چھین لی ہیں اور اس کے علاوہ ان کے پانچ گوالے مار ڈالے ہیں۔ اسی دوران کاشر قبیلے کے ایک اور بزرگ پیشوا کا کردار بھی سامنے اتا ہے جو دھر کے نام سے موسوم ہے وہ قبیلے کا پروہت یا پنڈت سمجھا جاتا ہے اس کا کام مذہبی رسومات کی ادائیگی کا ہوتا ہے۔ دھر بھی انہیں بتاتا ہے کہ یہ سب اس لیے ہو رہا ہے کہ لوگوں نے دیوتاؤں کی پراتنا کی بجائے ناچ گانے میں مصروفیت اختیار کر لی ہے وہ انہیں سمجھاتا ہے کہ ہمارے دیوتا روٹھ چکے ہیں اس لیے ہم بھوک مری کا شکار ہو رہے ہیں۔ اتنے میں کیشپ بابا دھر کی کی بات کو کاٹ کر ان سب کو جواب دیتا ہے کہ کرنے کو منشیہ یعنی آدمی کیا نہیں کر سکتا اور منشیوں کے جیون میں کٹھن وقت آتا ہے اس لیے ہمیں ان حالات میں رہ کر اپداؤں یعنی مشکلات کو برداشت کر کے اس پر کار نراش (مایوس) ہونے کی بجائے اپایوں (منصوبوں) پر وچار کرنا چاہیے اور اس وادی کو چھوڑ دینے کی بجائے یہاں آباد رہ کر مشکلات سے لڑنا چاہیے۔ کیشپ بھی انھیں بتاتے ہیں کہ اب ہمیں بڑی قربانی دینا ہو گی اور بڑا کام کرنا ہو گا کیونکہ دیوتا کے ہاں صرف پشوؤں کو قربان کرنا ان کی رضا نہیں بلکہ یگیہ ایک جتن کا کام ہے اور محنت کا نام ہے جس میں جان جوکھوں کا کام سر انجام دینا پڑتا ہے تب جا کر کچھ حاصل ہوتا ہے۔ مصنف دینو بھائی پنت نے ڈرامہ میں

AL-AASAR Journal
Quarterly *Research Journal*
www. al-aasar.com
Vol. 3, No. 1 (2026)
Online ISSN: 3006-693X
Print ISSN: 3006-6921

کشمیر میں بسنے والے برہمہ کاشروں کی ابتدائی مشکلات اور زندگی کا احوال بیان کیا ہے جنہوں نے ستی سر جیسی بڑی طاقتور جھیل کے کے تہہ میں زرخیز زمین کو نکالنے کے لیے انسانی محنت کا ذکر کیا ہے اور یہ بتایا ہے کہ ہزاروں سال پہلے خانہ بدوش زندگی کو ترک کر کے انسان نے کس طرح سماجی اور سیاسی زندگی کا باقاعدہ آغاز کیا جہاں بستیاں آباد کرنے مویشی پالنے اور کھیتی باڑی کر کے اپنے اپنے خوراک اور رہائش کے بہترین ذرائع تلاش کر کے انسان نے گن یعنی قبائل کی شکل اختیار کر لی اور پھر بعد میں گاؤں شہر اور ملک کی صورت میں انسان اپنی حدود و قیود میں اپنے اپنے اصولوں کے مطابق جینے لگے۔ کیشپ انہیں بتاتا ہے کہ وہ یہ کام کس اور سے شروع کریں گے کیشپ یوں مخاطب ہوتے ہیں:

"کیشپ:(نے سامنے کے پہاڑ کی طرف اشارہ کرتے ہوئے) وہ پچھم دِشا
میں یہاں سے براہامول کے نیچے پربت مالا شروع ہوتی ہے وہیں سے اُن

پہاڑوں کو

کاٹ کر اس ساگر کے پانی کو باہر نکالنا ہو گا۔"2؎

کل پتی انھیں بتاتا ہے کہ زمین میں موجود چٹانوں کو روزانہ دس ہاتھ کاٹنے سے پانچ سال میں یہ کام تین ہزار آدمی آسانی سے کر سکتے ہیں لیکن تانترے بتاتا ہے کہ جلاد بھو نامی ظالم سردار اس کام کی تکمیل کبھی نہیں ہونے دے گا۔ تانترے نہایت مایوس کن انداز میں انھیں مشورہ دیتا ہے کہ ہمارے لیے ہجرت ہی بہتر حل ہے۔ اسی دوران نندی اور کاک کے ایک زخمی پردیسی کو پکڑ کر لاتے ہیں جس نے اپنا نشانہ بازی سے گوالوں کو زخمی کر دیا اس نے کیشپ رشی اس پردیسی سے سوال پوچھتا ہے کہ وہ کون ہے لیکن وہ پہلے پہل رودر کی سخت رویے سے گھبرا جاتا ہے بعد ازاں بتاتا ہے کہ وہ ایران سے آیا ہے اور اس کا نام اندر ہے۔ رودر پردیسی اندر کا تعارف سن کر آگ بگولا ہو جاتا ہے۔ وہ چاہتا ہے اسے سزا دی جائے لیکن کیشپ بابا اسے اس عمل منع کر دیتا ہے اس وقت پردیسی اندر فارسی زبان میں ان سب سے بات کرتا ہے۔ مصنف نے ڈرامے کے اس حصے میں ایرانی آریا نسل کے لوگوں قد کاٹھ اور رنگ وخوبی کو بیان کیا ہے اور قاری کو یہ بتانے کی بھی کوشش کی ہے کہ ایران سے آنے والے آریا لوگ خوبصورت تھے ان کے قد اونچے آنکھیں نیلی بال بھرے اور شکل شباہت میں وہ ہندوستان میں موجود پُورب کے بسنے والوں سے زیادہ خوب صورت تھے۔ کیشپ کے پوچھنے پر پردیسی اندر بتاتا ہے کہ ان کی بستی کو ہرنا کھیہ نامی اسڑ (یعنی آگ کے پوجنے والے) نے جلا دیا ہے ان کے قبیلے کے لوگوں کو ہلاک وتباہ وبرباد کر رکھ دیا گیا ہے اور وہ اس قبیلے کے چند زندہ رہنے والوں میں سے ہے ۔ کیشپ رودر کو یہ بات اچھی طرح سمجھاتا ہے کہ پردیسی اندر آریا قبیلے سے تعلق رکھتا ہے اور ماضی میں یہ ہم سے بچھڑا ہوا خاندان ہے۔ اس لیے ہم اپنے آریا بھائی کو قتل کر کے یہ گناہ نہیں کر سکتے۔ اتنا عرصہ ہو جانے کے بعد اب ان کی اور ہم کاشروں کی زبان میں فرق آ گیا ہے۔ وہاں اسی دوران اس کی گٹھری کی تلاشی لی جاتی ہے اور اس کی گٹھری سے ایک عجیب وغریب چیز ملتی ہے۔ یہ ایک نئی طرح کی دھات ہوتی ہے۔ کیشپ رشی اس سے دھات کے بارے میں پوچھتا ہے جو بارود کے ساتھ چنگاریاں پیدا کر دیتی ہے جسے دیکھ کر سب دنگ رہ جاتے ہیں کیونکہ وہ دھات پتھر پر مارنے سے فورا پتھر ٹوٹ جاتا ہے۔

AL-AASAR Journal
Quarterly *Research Journal*
www. al-aasar.com
Vol. 3, No. 1 (2026)
Online ISSN: 3006-693X
Print ISSN: 3006-6921

دینو بھائی پنت نے یہاں ڈرامہ میں دوسری بار 3500 قبل از مسیح کے دور کی بات کرتے ہوئے کشمیر میں لوہے کے سب سے پہلے استعمال کا ذکر کیا ہے جس کے شروع ہوتے ہی اس مشرقی خطے میں کانسی کا دور کا خاتمہ ہو گیا تھا۔ اس کے بعد آئرن ایج کا باقاعدہ آغاز ہوا۔ ڈرامہ کے دوسرے سین کے آخری حصے میں ڈرامے کے مرکزی کردار کیشپ رشی نے ان سب کے اعتراضات کے بعد اندر کو اپنے پاس رکھنے کا فیصلہ کیا اور بتایا کہ اس کی نگرانی کوئی اور نہیں بلکہ اپرنا خود کرے گی۔ ڈرامے میں اپرنا کو خوب صورت، عاقل، بہادر اور حسین و جمیل لڑکی کے طور پر ظاہر کیا گیات جو کاشر قبیلے کی ناریوں میں سب سے زیادہ سمجھ دار خیال کی جاتی تھی اس لیے کیشپ بابا نے اس کی ذہانت کی وجہ سے یہ فیصلہ کیا کہ اس ذمہ داری کو صنف نازک کے ہاتھ دیا جائے تا کہ اپرنا پردیسی کی زبان اور دھات کے بارے میں راز معلوم کر سکے۔ ی اسی نگرانی پر مامور کر لیا۔ اس کے بعد وہ کیشپ بابا کے ساتھ لاٹھی ٹیکتے ہوئے چلے جاتے ہیں جس کے ساتھ ہی دھر اور تانترے بھی بڑبڑاتے ہوئے دوسری طرف مڑتے ہیں۔ اپرنا پردیسی کو کیشپ رشی کی درگاہ کے ساتھ والی کٹیا میں لے جاتی ہے جہاں واس کے زخموں سے رسنے والے خون کو دھوتی ہے۔ پھر اندر پردیسی کو اپنی زبان سکھاتی اور خود بھی فارسی کے الفاظ سیکھ لیتی ہے۔

ڈرامہ میں دینو بھائی پنت نے جابجا اردو ہندی الفاظ کا استعمال کیا ہے جو خالصتا اردو پڑھنے جاننے کے لیے جاننے والوں کے لیے نہایت ہی مشکل ہے جیسا کہ اپرنا جب اندر سے بات کرتی ہے تو ان دونوں کے درمیان ہونے والا مکالمہ چند فارسی اور ہندی الفاظ کی تبادلے سے ہوتا ہے۔ جیسا کہ اندر نے پہلی جب پہلی بار کیشپ بابا سے فارسی میں بات کی تو انھوں نے اس کی بات کو سمجھ لیا۔ اپرنا اور پردیسی کے درمیان اس وقت مکالمہ ہوتا ہے جس میں اپرنا اندر کو ہندی زبان کے چند ضروری الفاظ جو جسمانی اعضا سے تعلق رکھتے تھے سکھاتی ہے تب ان دونوں کے درمیان دلچسپ مکالمہ شروع ہوتا ہے۔

اپرنا: (پردیسی کا ہاتھ چھو کر) میں یہ کیا ہے؟

پردیسی: رک رک کر۔۔۔۔۔۔۔۔۔ ایں دست من۔

اپرنا: (سکھاتے ہوئے) دست نہیں ہتھ کہو ہاتھ۔

پردیسی: اسی طرح دہراتے ہوئے دست ہتھ ہاتھ۔

کچھ دیر مسکرا کر اپرنا کے بازو کی طرف اشارہ کر کے

ایں چہ است؟

اپرنا: سمجھ کر یہ باہو ہے باہو۔

پردیسی: حیرانی سے کمال مشابہت خون شون دست بہت بازو باہو (ہنستا ہے)

AL-AASAR Journal
Quarterly *Research Journal*
www. al-aasar.com
Vol. 3, No. 1 (2026)
Online ISSN: 3006-693X
Print ISSN: 3006-6921

اپرنا:(کچھ اور لفظ دہراتی ہے) یہ پادہے یہ شر ہے یہ جانو ہے یہ انگل ہے۔

پردیسی :پا۔۔۔۔۔پاد،

۔سر۔۔۔۔شر،زانو۔۔۔۔۔جانو،انگشت۔۔۔۔۔انگل۔3۔

ڈرامہ "سورگ کی کھوج "کا دوسرا سین شروع ہوتا ہے جہاں رودر سے ملاقات کے دوران تانترے رودر کی اس بات کے جواب میں کہ لوگ کلپتی کی یوجنا کو خوش آمدید کہہ رہے ہیں دل ہی دل میں تلملاتا ہے اور رودر سے کہتا ہے کہ سب لوگ مورکھ ہو گئے ہیں کیونکہ آخر میں وہ سب پچھتائیں گے جب ان کے ہاتھ کچھ نہ آئے گا۔ تانتری رودرد کو کہتا ہے اگر وہ ان ک ساتھ یہ گاؤں چھوڑ کر اگر ان کے ساتھ ایک نئے گن یعنی گاؤں چلا جائے تو اسے اپنے گن کا سینہ پتی فوج کا سالار بنادیں گے۔ لیکن رودر تانترے کی اس پیش کش کو دھتکار دیتا ہے اسے دل ہی دل میں کاشر قبیلے کے ساتھ دشمنی کرنے والا سمجھتا ہے۔ اسی منظر کے بعد موٹا تازہ بسیار خور نندی جو کاشر بھٹ سپاہی ہیں رودر سے اپنے بھوجن کے زیادہ نہ ملنے کی شکایت کرتا ہے کہ نہ جانے اسے کھانے کو کیوں بہت کم ملتا ہے پھر اس کے بعد رودر اسے کہتا ہے کہ اناج پہاڑ کاٹنے کے دوران کام کرنے والوں کے لیے رکھا گیا ہے۔ اس کے بعد کاشر بھٹ نندی رودر کو پردیسی اندر اور اپرنا کی باتیں بتاتا ہے کہ اپرنا نے غیر پردیسی کو کاشروں کی زبان سکھادی ہے اور اب وہ اسی پردیسی کے آگے پیچھے پھرتی رہتی ہے جس نے لوہے کی دھات لائی تھی۔ نہ جانے وہ اب وہ کیوں اس پہ لٹو ہو گئی ہے اور آج تو اس پردیسی اندر کو اکثریت کی رائے سے کاشر قبیلے میں شامل بھی کر لیا گیا ہے اور اب تو سب اس کی رائے مانتے ہیں۔ نندی بھٹ نے رودر کو بتایا کہ زبراہوں کے ساتھ جنگ میں اسے تمہاری اپرنا نے روکا کہ وہ براہو کی بولی نہیں جانتا نندی نے اس کے بعد رودر کو بتایا کہ کل مہارشی نے پروہت دھر کو براہو سے صلح کے لیے بھیج دیا ہے وہ ان کے لیے ناؤ میں بھیڑیں اور پھل بھینٹ کے طور پر لے گئے ہیں لیکن 700 بھٹوں کو پیچھے روانہ کیا اور ادھر یہ بات سن کر حیرانی و پریشانی میں مبتلا ہو جاتا ہے کہ کہیں براہاشتر و پروہت دھر اور اس کے ساتھیوں کو مار نہ دیں۔ ڈرامہ مصنف نے ویدوں کی جنگ جوئی کے ساتھ حکمت عملی کی تعریف کرتے ہوئے ان کی حکمت عملی کو سمجھنے کی اور سمجھانے کی کوشش کی ہے یہ ہزاروں سال قبل مسیح سے بھی زیادہ پہلے کی بات ہے جب ہندوستان مقامی لوگ آباد تھے جو ناگ دیوتاؤں کی پوجا کیا کرتے تھے۔ پھر آریا لوگ جب یہاں آئے تو انہوں نے یہاں کے ناگ دیوتا کے پجاریوں کو اپنے تدبر، حکمت عملی اور عسکری مہارتوں کی بدولت زیر کر دیا۔ ڈرامہ میں کاشر بھٹ کا دوسرا اہم کردار کاک نامی شخص نبھا رہا ہے جو رودر کو اپنی سینہ پتی مانتا ہے وہ گوتر سے آئی لکڑی اور ہتھیار بنانے والوں کو والے کا مکاروں کے بارے رودر کو مطلع کرتا ہے اور اس کے جواب کا منتظر رہتا ہے کہ ان سب کا کیا کیا جائے لیکن رودر بے زاری میں اسے کچھ حکم دیئے بغیر واپس بھیج دیتا ہے۔ یوں تو دینو بھائی پنت نے رودر کے کردار کو دیوتا کے روپ میں دکھانے کی کوشش کی ہے جو کاشروں کی پسماندہ زندگی کو اپنی جان پر کھیل کر ترقی کی راہ میں لانا چاہتا ہے لیکن اس کے ساتھ اسے اپرنا کے پیار میں ڈوبا ہوئے جذباتی نوجوان کے روپ میں بھی دکھاتا ہے جو رومانی جذبات میں آکر اپرنا سے ناراض ہو کر ہر کام سے اپنا جی چراتا ہے لیکن اپرنا کے چند محبت بھرے

AL-AASAR Journal
Quarterly *Research Journal*
www. al-aasar.com
Vol. 3, No. 1 (2026)
Online ISSN: 3006-693X
Print ISSN: 3006-6921

الفاظ اس کے لیے طاقت کا منبہ بھی بن جاتے ہیں۔ مصنف نے ڈرامے کے پیش لفظ میں رودر کے کردار کے بارے میں اظہار خیال کرتے ہوئے تاریخی حوالہ دیا ہے جسے وہ اپنے اس ڈرامہ میں پیش کرنے کی کوشش کر رہے ہیں۔ مصنف لکھتے ہیں

""رودر وہی تیاگ اور بھلائی کا دیوتا ہے جس کے ہزاروں منتر ویدوں میں گائے گئے ہیں رودر کے لفظی معنی بھی دوسروں کی دکھوں کو دور کرنے والے کے ہیں کاشمیر کے لوگ ہزاروں سالوں سے اس قربانی اور کلیان کی ادرش کی پوجا کرتے ارہے ہیں جس نے سب کی بھلائی کے لیے خود زہر کا خون پی لیا اور جان بوجھ کر موت کو اپنے گلے لگالیا۔"4۔

رودر اس وقت اپرنا سے پردیسی کی خدمت کرنے پر اس وقت ناراضی کا اظہار کرتا ہے لیکن جب وہ رودر کو اندر پردیسی کی دکھ بھری داستان کی حقیقت بیان کرتی ہے کہ وہ کس طرح اپنے سورگ ایران میں دیو سینا کا سینہ پتی تھا اور اس نے اپنے دشمنوں کو دس بار میدان جنگ میں پچھاڑا۔ لیکن ان کے گن باسی جب اس غرور و تکبر میں آکر عیاشیوں میں مگن تھے جب دشمن اچانک حملہ ور ہوا اور اس نے ان کے آریا آن کا سب کچھ تباہ و برباد کر دیا۔ سب کچھ کھو جانے کے بعد بھی وہ اب بھی اپنی طاقت دوبارہ اکٹھی کرنے اور دشمنوں کے خلاف لڑنے کے لیے ہماری مدد لینا چاہتا ہے۔ اپرنا بتاتی ہے کہ جب اندر یہاں پہنچا تو قدرت نے اسے جو الا مکھی سے یہ دھات یعنی لوہا عطا کر دیا جو ہمارے لیے کامیابی بن جائے گا اس کے بعد اپرنا رودر کے مزاج کو ٹھنڈا کرنے کے لیے پردیسی اندر کی رودر کے بارے میں رائے کے اظہار کا ذکر کرتی ہے کہ اندر پردیسی رودر کے بارے میں اظہار خیال میں یہ اعتراف کر چکا ہے کہ رودر ایک بہادر سینہ پتی ہے اور وہ اسے اچھا لگتا ہے لیکن اس کی کرودھی یعنی (غصے) سے پر حیران ہے۔ اپرنا بتاتی ہے کہ اس نے بھی اندر کی بات کو تسلیم کیا ہے کہ رودر بہت غصے والا ہے لیکن اس کے باوجود رودر بہت قومل دیالو یعنی رحم دل ہے اور سورج جیسا دوسروں کے لیے اپنا آپ جلانے کر دوسروں کو روشنی دینے والا ہے یہ کہ رودر سب دکھوں کو دور کرنے والا ہے جیسا کہ سب کچھ اس کے نام کا حصہ نہیں بلکہ وہ اسم با مسمیٰ ہے۔ رودر اپرنا کے باتیں سن کر پسیج جاتا ہے اور پھر اس سے بے پناہ محبت کا اظہار کرتے ہوئے اپرنا سے اپنی بیاہ کی بات کرتا ہے تب دیوی اپرنا اسے بتاتی ہے کہ بشمول اس کے سب ناریوں نے یہ قسم کھار کھی ہے کہ وہ اس وقت تک بیاہ نہ رچائیں گی جب تک کاش میر پراجکت یوجنا یعنی منصوبہ بندی مکمل نہ ہو جائے اور یہ کہ وہ پہاڑ کاٹنے کے اس کام میں حصہ لیں گی کل پتی نے خود گوشنا یعنی صلح دی ہے کہ جو لڑکیاں اس کام میں حصہ لیں گی وہ براجکت مکمل ہونے پر اپنی مرضی سے بیاہ کرنے کا حق حاصل کر لیں گی۔

پنت جی نے ڈرامہ "سورگ کی کھوج" میں یہ دکھایا ہے کہ اس زمانے میں براہمہ کا شتر نسل کی ناریوں، کہاریوں کو اس آریائی قبیلے میں بڑی طاقت کا نشان سمجھا جاتا تھا شاید یہ وجہ ہے کہ ان کا درجہ مردوں کے مقابلے میں کچھ زیادہ نمایاں دکھائی دیتا ہے کیونکہ ان عورتوں میں مردوں کے شانہ بشانہ کام کرنے کی ہمت اور جفاکشی ظاہر

AL-AASAR Journal
Quarterly *Research Journal*
www. al-aasar.com
Vol. 3, No. 1 (2026)
Online ISSN: 3006-693X
Print ISSN: 3006-6921

طور پر سبقت کی دلیل ہے جو کشمیر کی دھرتی میں جلود بھو نامی راکشس کو بھسم کرنے میں اہم کردار ادا کرتی ہیں۔ ان میں اپرنا اور شاریکا کا کردار کاشر ناریوں کے وہ مضبوط اور طاقتور نسوانی کردار ہے جو ڈرامے میں ہر مشکل گھڑی میں مردوں کے شانہ بشانہ ساتھ کھڑے دکھائی دتے ہیں۔ یہ کردار کبھی مردوں کو براہوں کے ساتھ جنگ کے لیے اور کبھی ستی سر جھیل کے نیچے دبی سوارگ کو نکالنے میں وہ روحانی جذبہ عطا کرتے ہیں جس سے اس گن کے جوانوں کے لیے دنیا کو تسخیر کرنا مشکل دکھائی نہیں دیتا۔ راقم بھی اس بات کا قائل ہے کہ شاریکا اور اپرنا اصل میں کاشر ناریوں کی وہ مہان شکتی شالی دیویاں ہیں جو اپنے سماج اپنی نسل نو اور انسانیت کے لیے محبت وعقیدت ہمدردی پیار محنت ولگن اور ایثار و قربانی کا وہ بے پایاں جذبہ رکھتی ہیں جس سے دنیا کی بھلائی کا مقصد اپنی تکمیل کو پہنچتا ہے۔

اس کے بعد ڈرامے کے تیسرے سین کے آغاز میں مصنف نے اپرنا اور اندر کے درمیان ہونے والے مکالموں میں کے ذریعے وطن، غلامی، آزادی اور محبت کے موضوع پر بات کی ہے۔ وطن کی تعریف میں اندر سے کہلوائے گئے مکالموں سے واضح ہوتا ہے کہ دینو بھائی پنت میں مہاراجہ کے دور میں کشمیریوں کی غلامانہ ذلت بھری زندگی کو دیکھ کر اور مشاہدہ کرکے یہ گہرا احساس پیدا ہوا کہ کشمیری قوم کو اپنے وطن اور آزادی سے محروم رکھا جارہا ہے ۔ اندر کے الفاظ میں وہ بیان کرتے ہیں کہ کس طرح آزادی کی قدر انسان کے دل میں پیدا ہوتی ہے جو غلامی کی زندگی بسر کر رہا ہو۔

اندر:(تلخ لہجے میں)دن رات عیش و آرام میں غرق قوم جب تک غلامی
کی ذلت برداشت نہ کرے۔۔۔۔۔۔۔ نہیں پہچان سکتی قدر و قیمت

آزادی کی۔"5۔

اندر اور اپرنا در میان گفتگو میں اپرنا ایک مکالمے میں اندر کو کاشروں کی
طرف سے اس کے آبائی وطن ایران دوبارہ محاز آرائی میں مدد کی یقین دہانی کراتی ہے کہ اندر بتاتا ہے کہ کیشپ رشی کے مہان کام ستی سر جھیل کا پانی نکالنے کے براجکت میں وہ پوری جان لگادے گا اور یہ کام پانچ سال میں تکمیل تک پہنچ جائے گا۔ وہ اپرنا کو یہ بھی بتاتا ہے کہ پانی نکالنے کے عمل میں بڑی احتیاط برتنا ہوگی کیونکہ اپنے بھائی آریا بھرتوں کے لوگ پنچ آپ کے پاس رہتے ہیں اس لیے دس ہاتھ کٹائی کرنے کے بعد پانی کو خود کٹائی کا وقت دیا جائے گا وگرنہ زیادہ کٹائی کی کوشش نقصان دہ ہو سکتی ہے۔ اندر تب اپرنا سے یہ بات کرتا ہے کہ وہ براہا قبیلے کے وحشی لوگوں سے صلح کے حق میں نہیں کیوں کہ وہ کسی بھی وقت ہمارے گن کو نقصان پہنچاسکتے ہیں اس پر اپرنا اسے دوستی کے بھاؤ کا مشورہ دیتی ہے۔ اس وقت کیشپ بابا بھی اپرنا کی یہ صلح کی بات سن کر اس بات پہ خوش ہوتا ہے۔ اسی دوران رودر کسی ادھ مرے آدمی کو اپنے کندھوں پر اٹھا کر لے کر آتا ہے جسے وحشی براہوں کے بھٹوں نے شدید زخم کر دیا تھا۔ رودر انہیں خبر دیتا ہے کہ ان براہوں نے دھر کو اپنے پاس بندی بنالیا ہے شاید براہوں اب دھر پروہت کو بلی چڑھانے کے در پر ہیں لیکن کاشر بھٹ ان سے گھمسان کی جنگ لڑ رہے ہیں۔ رودر کیشپ سے براہوں جنگجوؤں سے لڑائی کا مشورہ طلب کرتے ہیں لیکن کیشپ

AL-AASAR Journal
Quarterly *Research Journal*
www. al-aasar.com
Vol. 3, No. 1 (2026)
Online ISSN: 3006-693X
Print ISSN: 3006-6921

بابا ان نوجوان سینا پتیوں رودر اور اندر کو کچھ نہیں بتاتے بلکہ ان کے کہے کے مطابق انھیں براہوں پر ٹوٹ پڑنے کا مشورہ دیتے ہیں۔ تب اس بات پر اندر خوش ہو کر قسم کھاتا ہے کہ وہ براہوں کو نیست و نابود کر دے گا۔ رودر اس وقت فکر مند ہوتا ہے کہ ہنگامی صورت حال میں کس طرح دو ہزار بھٹوں کو جمع کیا جائے اور برج ہوم کی حفاظت کا کام ان کے جانے کے بعد کس طرح ممکن ہو گا۔ اسی دوران شاریکا دیوی اسے یقین دلاتی ہے کہ اب برز ہامہ کی رکھیا ہو وہ خود کریں گی۔ دینو بھائی پنت نے ڈرامہ میں تاریخی مقام کی حیثیت کو بیان کرنے کی کوشش کی جو مذکور اہم موضوع ہے برج ہوم یعنی برز ہامہ (بُرزہوم) نو ولتھک دور تین ہزار قبل مسیح سے ایک ہزار قبل مسیح کی کشمیری قدیم تہذیب و تمدن کو ترقی یافتہ قوم کے عروج کا زمانہ تھا جب ریاست کشمیر کے دار السلطنت سری نگر سے 10 میل کے فاصلے پر قدیم ترین کشمیری آبادیاں موجود تھیں۔ 1939ء اور 1960ء کی آثارِ قدیمہ کی کھدائی کے بعد ان مقامات سے قدیم طرز کے پختہ مکانات سے مٹی کے برتن، قبروں سے ڈھانچوں کے ساتھ اوزار اور جانور کے ساتھ کچھ نوادرات ملے ہیں یہ مقام اپنی منفرد گڑھے نما گھروں کی وجہ سے بھی برز ہامہ کے نام سے مقبول ہے۔ اس زمانے میں لوگ برز گڑھے نما مکانوں کی چھتوں پر لگائے جانے والی لکڑی کو کہتے تھے جس کے نام پر اس جگہ کو برز ہامہ کے نام پکارا جاتا ہے۔

دینو بھائی پنت نے ڈرامے میں زبان، رسم و رواج، رہن سہن اور دیگر مذہبی عقائد کو جو اس زمانے سے وابستہ تھے اپنے انداز سے ظاہر کرنے کی کوشش کی ہے کہ برج ہوم میں بسنے والے کاشر شاید ہندو مذہب سے تعلق رکھتے تھے۔ لیکن آرکیالوجسٹ یا آثار قدیمہ کے ماہر بتاتے ہیں کہ ابتدائی زمانے میں برج ہوم کے لوگ مردوں کو دفن کرتے تھے اور ان کے اوپر بڑے بڑے پتھر پیوست کر دیتے تھے وہاں کی قبروں میں کہیں مورتیاں نہیں ملتی یعنی وہ زمانہ ہندو مذہب یا بت پرستی کا زمانہ نہیں تھا جس کے وہاں شواہد ملتے ہوں ہاں ہم یہ کہہ سکتے ہیں کہ بالکل اسی زمانے میں اسی خطے کے دوسرے مقام پر اونتی پورہ میں دیوی دیوتاؤں کی پرستش اور بدھ مت مذہبی عقائد تو موجود تھے لیکن اس کے باوجود بھی مورتی پوجا کی رسم پوری طرح موجود نہ تھی۔

ڈرامہ کے

تیسرے سین کے آخر میں اندر اور رودر شاریکا کی تسلی پر کہ وہ ناریوں کے ساتھ اپنے گن کی حفاظت کر لے گی براہوں کے ساتھ جنگ کے لیے اندر کو بھی زمینی راستے سے بھیجا جاتا ہے تاکہ کاشر بھٹوں کے ساتھ مل خشکی اور تری دونوں راستوں کے ساتھ حملہ آور ہو کر وحشی براہوں کو بھاگنے کا موقع نہ دیا جائے۔ اپرنا انھیں رخصت کرتے ہوئے ان سے یہ عہد لیتی ہے کہ وہ کسی بے گناہ کا خون بہا کر پاپ سے اپنے ہاتھ نہ رنگیں گے۔

اسی طرح ڈرامہ "سورگ کی کھوج" کا چوتھا سین شروع ہوتا ہے جہاں یگیہ شالہ کی کھڑکی میں کھڑی اپرنا ستی سر کے اس پار نظریں جمائے ہوئے ہے کسی گہری سوچ میں گم ہے کہ اسی لمحے شاریکا آتی ہے اور اپرنا کو اداس دیکھ کر پوچھتی ہے کہ وہ کس کے لیے اتنی پریشان ہے اندر کے لیے یا رودر کے لیے؟ اپرنا شاریکا کے اس مشکل سوال پر وہ اسے دانش مندی سے جواب دیتی ہے کہ وہ دونوں کے لیے پریشان ہے اور دونوں سے پیار کرتی ہے لیکن کسی سے پیار کرنا نہیں چاہتی ساری عمر کنواری رہنا چاہتی ہے۔ وہ موسی شاریکا سے پوچھتی ہے کہ اس نے کسی سے محبت کی؟ امبا اسے بتاتی ہے کہ وہ بھی

AL-AASAR Journal
Quarterly *Research Journal*
www. al-aasar.com
Vol. 3, No. 1 (2026)
Online ISSN: 3006-693X
Print ISSN: 3006-6921

کسی سے محبت کرتی تھی جو اپنی ماما کے ساتھ برسوں پہلے نا جانے کہاں چلا گیا اور واپس نہ آیا تب اب تک شاریکا بس گن کے سیوا لیے معمور ہو گئی ہے ۔اپرنا اس سے پوچھتی ہے کہ اسے اس محبت سے کیا ملا۔ شریکا اسے بتاتی ہے کہ محبت تیاگ اور بلیدان کے سوا کچھ نہیں۔ یہ کہ آج اندر اور رودر بھی اپرنا کی محبت میں اُنتی (بہتری) کی راہ پر چل پڑے۔ اس کے بعد شاریکا مانجھیوں کی طرف رخصت ہوتی ہے اس کے بعد نندی بھٹ آتا ہے جو اپرنا کو رودر کی لڑائی کے سماچار دیتا ہے کہ تمہاری رودر ترشول کے ایک ہی وار سے جلود بھو کو مار ڈالا ہے جس سے براہا قبیلے کی کمر ٹوٹ گئی ہے۔ڈرامہ "سورگ کی کھوج" میں راکش کا کردار جو تاریخی حیثیت رکھتا ہے اور اسے کشمیر میں جلود بھو کے نام سے مانا جاتا ہے کئی طرح کی کہانیاں اور لوگ واقعات سے بیان کیا گیا ہے۔ لیکن ان تمام واقعات اور تواریخ میں ان کے راکشس ہونے کی دلیل پیش کی گئی ہے کہ اس نے براہا قبیلے کے ساتھ مل کر ستی سر کے اس پاس کے گن میں خون خوف واہر س پھیلا رکھا تھا جس سے کشمیر باسی چھٹکارا چاہتے تھے جو رودر کی بہادری سے ممکن ہوا۔ نندی بھٹ اس کے بعد ا پرنا کو اندر کی بہادری کے بارے میں بھی آگاہ کرتا ہے۔ وہ کہتا ہے کہ اس پر دیسی سیناپتی نے دشمن بھٹوں کو جنگلوں میں بھاگنے پر مجبور کیا اور ان سے ہتھیار ڈلوائے اور ہزاروں بھیڑ بکریاں ہاتھ آئیں ہیں لیکن افسوس سے کہتا ہے کہ وہ سب تو کام کرنے والی براہوں کے لیے رکھ دی گئی ہیں۔ اپرنا کے کردار نے یہاں ماس کھانے کا ذکر کر کے یہ بات واضح کی ہے کہ کاشر براہمہ آریائی اس وقت جو تہذیب اپنائے ہوئے تھے وہ ہندو مذہبی اقدار سے ہٹ کر تھا جہاں آریائی ماس کھانا پسند کرتے تھے۔ دینو بھائی پنت نے اس ڈرامے میں ہندو مذہب کی ابتدائی خال وحد کو بیان کیا ہے جو موجودہ ہندو اقدار سے بہت الگ ہے۔ اگر جین مت کے ماننے والوں کی بات کی جائے تو وہ یہ کہتے ہیں کہ ان کا عقیدہ توحید سے ہٹ کر امن کا درس دیتا ہے جہاں بت پرستی کو ترک کر دیا گیا ہے جہاں امن واشتی کو جین مت کے ماننے والے پرچار کرتے ہیں۔ ہندو مت رگ وید کآریا کے جانشین ہیں جو وید ک مذہب سے قدر مختلف ہے لیکن کچھ توہمات ان سے ملتی جلتی ہیں ان تمام کے باوجود وید ک آریہ سماج کے لوگ پشو بندھو یعنی جانوروں کی قربانی جس میں کچھ گومی (گائے کی قربانی) کرتے تھے جو آج ہندو مذہب میں سختی سے منع ہے۔

وید ک

مذہب کو دیکھ کر لگتا ہے کہ وہ بھی شاید یہودیت کے قائل تھے یا ان کے ہاں نوح علیہ السلام کی قوم کے اثرات موجود تھے یہی وجہ ہے کہ سلگاوارسم میں وہ ایک دوسرے کو گاؤماس کھانے کی پیشکش کرتے تھے۔ ڈرامہ کے چوتھے سین میں کیش بابا بدھ میں براہو کے مارے جانے والے سینہ کے جوانوں اور ان کی ناریوں کی سہاگ لٹنے بچوں کے اناتھ ہونے پر دکھی تھے شار کہتی ہے کہ ان سب براہوں کو اپنے پاپیوں کی سزا ملی ہے اپرنا سے کہتی ہیں کہ وہ بھاگنے بھاگتے ہوئے شتر ویعنی دشمنوں کے حملے کو محفوظ بنانے کے لیے انتظام کرے تب کیشپ بابا پہاڑ کاٹنے کا کام کو جاری رکھنے کے لیے خود وہاں پہنچتے ہیں۔

ڈرامے کے پانچویں سین کا آغاز میں دکھایا گیا کہ سب لوگ کام میں مصروف ہوتے ہیں اندر اور رودر وہاں منظر پر رونما ہوتے ہیں پہاڑ میں پتھر کی آخری تہ باقی ہے اس سے پہلے ہی مٹی سے پانی کی سوتے پھوٹتے ہیں اندر رودر کو وہاں جانے سے خبر دار کرتا ہے۔ دوسری طرف تانترے اور دھر کی ایک دوسرے سے مڈ بھیڑ ہوتی ہے اس وقت تانترے کام پر لگے کاشروں اور ہاتھ لگے

AL-AASAR Journal
Quarterly *Research Journal*
www. al-aasar.com
Vol. 3, No. 1 (2026)
Online ISSN: 3006-693X
Print ISSN: 3006-6921

براہوں کی محنت اور سنگھٹن کی تعریف کرتا ہے لیکن پروہت دھر اسے طعنہ دیتا ہے کہ یہ سب دیوتاؤں کے مرہون منت ہوا۔ تانترے حقیقت پسندی سے کام لیتا ہے کہ تمام دیوتاؤں کا مالک ایشور یعنی خدا ہے دنوں میں اس معاملے پر توتکرار ہوتا ہے ۔

پنت جی نے ڈرامے میں ویدوں کے قبیلوں کی متنوع عقائد پر بات کرتے ہوئے وہاں کے ان ویدک عقیدوں کا بھی تذکرہ کیا ہے جو محض دیوتاؤں کے قائل نہ تھے بلکہ ان کے ہاں ایک خدا کا تصور بھی موجود تھا چونکہ وید مذہب کے یہ براہمہ آریائی اپنی مردوں کو دفناتے اور جانوروں کو یگیہ شالہ میں قربانی کے لیے لے جاتے تھے اس لیے ان کے ہاں قریب قریب اس وقت کے مذہب مذہب الہیات کے پرچار کرنے والوں یعنی یہودیت کے عقیدت مندوں کا کچھ تصور موجود تھا۔ اس کی ایک ممکنہ وجہ یہ بھی ہو سکتی ہے وہ لوگ ایران سے پہلے عراق، شام اور فلسطین میں آباد تھے جہاں سے بعد میں ہجرت کر کے یہاں کشمیر میں آباد ہو گئے تھے اس لیے ہم کہہ سکتے ہیں کہ ویدک اور آریا لوگ اسی طرح کا مذہب الہیات رکھتے تھے۔

تانترے پروہت دھر کو دیوتاؤں کے ناراض ہونے اور منشیہ یعنی لوگوں کو مذہب کے نام پر بے وجہ خوف دلانے پر شدید تنقید کا نشانہ بناتے ہوئے اسے نکٹو اور دوسروں کو بیوقوف بنا کر لوٹنے والا مکار کہتا ہے۔ پھر دونوں میں اس بات پر لڑائی ہوتی ہے جسے نندی اور کاک نامی کاشر بھٹ چھڑواتے ہیں لیکن شاریکا اسی دوران وہاں رونما ہوتی ہے۔ وہ کاک اور نندی کو کام پر جانے کا کہتی ہیں کہ ساتھ نانترے اور دھر کے درمیان آپسی لڑائی کو یونہی رہنے دیتی کہ یہ دونوں ہی بیکار ہیں انھیں لڑ کر مر جانے دیں۔ اتنے میں کیشپ رشی بابا آجاتے ہیں جو انہیں سمجھاتے ہیں تم دونوں مورکھوں کے کافی ہے کہ پر جا محنت اور کام میں مگن ہے اور تم لڑائی میں لگے ہو۔ کیشپ انھیں بتاتا ہے کہ یہ سب ایک احساس کا نام ہوتا ہے کیوں کہ ہمارے تمام اعضا تو کام کے لیے بنائے گئے ہیں مگر تم مورکھ ہو تم نہیں جانتے کیا حقیقت ہے۔ اس کے بعد رشی بابا اُن دونوں کو کام پر بھیج دیتا ہے پھر اپرنا اور کیشپ گن اور کُل پر بات کرتے ہیں کہ کس طرح یہ گوتروں کے الگاؤ بنے۔ اپرنا مہارشی کو بتاتی ہیں کہ گوتروں دھوبیوں اور مدگلوں میں خوب کام کی دھن جمی کہ ایک دوسرے پر بازی لینے پر جھگڑا ہونے لگا جس پر تین سو لڑکیوں نے بیچ بچاؤ کیا اس وقت وہاں رودر اور مکھیا لوگ اپنے اپنے کاموں میں مگن تھے پھر رودر اور اندر نے ان تھک محنت کر کے یہ سارا کام سرانجام دیا ہے اور یہ اسی کا ثمر ہے۔ بعد میں اپرنا رشی بابا سے پوچھتی ہے کہ انھیں ان دونوں لڑکوں میں سے کون پسند ہے۔ مگر مہارشی بابا دونوں کی تعریف کرتے ہیں اور اپرنا سے اس کی پسند پوچھتے ہیں جس پر وہ شرما کر بات کا پہلو بدل لیتی ہے کہ کام کو پانچ کی بجائے تین سالوں میں مکمل ہونے کو ہے شاید پانچ دس دنوں میں مکمل ہو جائے۔ اگلے ہی منظر میں وہاں اندر ہانپتا ہوا پدر پدر کے الفاظ کہتے ہوئے کیشپ بابا کے پاس آتا ہے جو ان سے یہ درخواست کرتا ہے کہ وہ وہاں کام کی جگہ جا کر رودر کو نیچے پتھروں کے پانی کی رستی ہوئی جگہ میں جانے سے روکیں کیوں کہ رودر اس کی بات نہیں مان رہا۔ باقی سب لوگ اس تہہ سے باہر نکل آئے ہیں لیکن رودر ان پتھروں کو اوشیہ توڑ کر ہی واپس آنا چاہتا ہے اور اس کام میں اس کی جان بھی جا سکتی ہے۔ اندر براہوں کو وہاں بھیجنے کا مشورہ دیتا ہے لیکن رودر کی اواز آتی ہے کہ میں اپنے کام کو اوشیہ یعنی ہر ممکن پورا کر کے ہی واپس آؤں گا۔ اندر ہاتھ ملتے ہوئے پریشانی کے عالم میں اپرنا سے کہتا ہے کہ اسے سمجھاؤ شاید وہ اس کے بات مان لے۔ تب اس دوران باندھ پھٹنے کی آواز اور سب کے پکڑنے پکڑنے کی آوازیں آتی ہیں اور اسی دوران وہاں کوئی رودر کی ستی سر جھیل کے کام کی جگہ پر (براہا مول) چٹانوں کے نیچے دب جانے کی دکھ بھری بات کرتا ہے یوں پانچواں سین رودر کی انسانیت کے لیے دنیا کی تیاگ دینے بلیدان کے نظریے پر

AL-AASAR Journal
Quarterly *Research Journal*
www. al-aasar.com
Vol. 3, No. 1 (2026)
Online ISSN: 3006-693X
Print ISSN: 3006-6921

اختتام پزیر ہوتا ہے۔ رودر بھلائی کا وہ دیوتا بن جاتا ہے جس نے انسانیت کے دکھوں کو دور کرنے کے لیے دنیا کی زندگی کو تیاگ کر اپنی پرجا کی خاطر اپنی جان کی قربانی دے کر بڑے ادرش کو پورا کیا۔ یہ وجہ ہے کہ اُس کی اس قربانی کے وردان سے آج بھی اُسے ویدوں کے متبرک ناموں میں یاد رکھا جاتا ہے۔

ڈرامہ سوار کی کھوج کا آخری سین میں اپرنا کو یگیہ شالہ میں تنہا اداس دکھایا گیا جو کاشمیر کی سورگ دھرتی میں ہر طرف پھولوں کو کھلا دیکھ رہی ہے جہاں کسان پیار کے گیت گا رہے ہیں۔ اسی دوران وہاں اندر آتا ہے جو اپرنا کو پیاری اپرنا کہہ کر پکارتا ہے لیکن اپرنا اپنے مقدس دیوتا رودر کی پوتر محبت میں اس طور کھوئی تھی کہ اسے روحانی طور رودر ہر سو ہر جا رودر ہی دکھائی دیتا ہے۔ وہ اندر پردیسی کو اس آواز پر خاموش کرا دیتی ہے کہ رودر گہری نیند میں سو رہا ہے کہیں تمھاری آواز سے وہ جاگ نہ جائے۔ وہ اسے سمجھاتی ہے کہ وہ شور نہ کرے اونچی آواز میں نہ بات کرے۔ اندر اسے سمجھاتا ہے کہ رودر تو دھرتی کے لیے قربان ہو چکا ہے لیکن دیوی اپرنا اس کی بات نہیں مانتی وہ اس کی عمیق یاد کی گہرائیوں میں ڈوبی ہوئی ہے جسے اس دیوتا کے سوا کچھ یاد نہیں شاید اب وہ اندر کی محبت کو بھی بھلا بیٹھی ہے۔ تب ان دونوں کے درمیان آخری مکالمہ ہوتا ہے۔

اندر: جوانی کے سندر پھول کو یوں ویرانیوں میں مت بکھیرو
اپرنا آؤ میری سونی جھولی کو پیار کی حیرات سے بھر دو۔
اپرنا: تیکھی آواز میں یہ پھول سب کی بھلائی چاہنے والے
اس سے مہادیو رودر کے چرنوں پر نچھاور ہو چکا ہے اس
سے اب کسی کی جھولی نہیں بھر سکتی۔
اندر: یہ وہم ! خود فریبی ہے ! بت پرستی ہے ! یہ
تمہیں کیا ہو گیا ہے اپرنا میری باتوں کو سمجھو۔
اپرنا: اعتماد کے ساتھ مجھے کشماں کر دو (نظر انداز کرنا) میں اب پیچھے
نہیں لوٹ سکتی! (منہ پھیر لیتی ہے اور اندر سر تھام کر وہیں بیٹھا رہتا ہے)"۔6۔

اتنے میں شاریکا ان دونوں کے درمیان آکر اندر کو مبارک باد دیتی ہے کہ کاشر بھٹوں کے دو ہزار سینا کو اس کے ساتھ ایران میں بھیجنا پنچایت نے منظور کر لیا لیکن اس اداسی کے عالم میں پردیسی اندر وہاں جانے سے انکار کر دیتا ہے پھر اسے شاریکا اور اپرنا اپنا وچن یاد دلاتی ہیں۔ اس بات پر اندر کہتا ہے کہ اب اس کا دل ٹوٹ چکا ہے اور اب اس میں ہمت نہ رہے گی اس لمحے اپرنا کی محبت کا اظہار اسے پھر سے اندر کو زندہ کر دیتا ہے وہ اپرنا کی محبت میں انتہا کو پہنچ چکا ہے جہاں اس کے لیے اپرنا کی ہر بات کسی مقدس

AL-AASAR Journal
Quarterly *Research Journal*
www. al-aasar.com
Vol. 3, No. 1 (2026)
Online ISSN: 3006-693X
Print ISSN: 3006-6921

کلام سے کم نہ تھا۔ وہ دیوتا رودر کی دیوی کی محبت میں پوری طرح گرفتار ہو چکا تھا جس کے ایک ہی شبد سے وہ اپنے اندر وہی قوت اور طاقت محسوس کرتا ہے جو اپرنا کی محبت میں اسے حاصل تھی۔

مصنف نے ڈرامے کے آخر میں فلمی ڈرامائی انداز کو ملا کر پیش کیا ہے جس میں حسین دیوی کی محبت میں ڈوبے ہوئے اندر کو مخلص اور سچا پیار کرنے والا منشیہ (انسان) دکھایا ہے جو اپنے محبوب کی روحانی تسکین کا بھی اس قدر شائق ہے کہ اس کے لبوں کی جنبش سے دنیا کو فتح کرنے کے لیے آمادہ ہو جاتا ہے۔ اس لیے اندر جب ایران کے محاذ پر جانے سے اس لیے انکار کرتا ہے کہ شاید اس کا دل محبت میں ناکام ہو جانے سے پاش پاش ہو جاتا ہے۔ دوسری جانب محبتِ لاحاصل میں محبوب کا اظہارِ محبت ہی اس کی طاقت کا سرچشمہ بن جاتا ہے جس کے وچن کو پورا کرنے کے لیے وہ ایران کو فتح کرنے کی ٹھان لیتا ہے۔ دینو بھائی پنت نے ڈرامے میں نسوانی کردار کو قدیم آریائی معاشرے میں نہایت جان دار کردار کے طور پر پیش کیا ہے۔ اپرنا دیوی جسے حسن کی دیوی کہا جاتا تھا اس کے وچن کے دو شبدوں سے اندر کی مردہ روح میں جان ڈال دیتی ہے۔

اپرنا: (بھرائی اواز میں) میرے پیار کے نام پر یہ کلنک مت لگاؤ

اندر! جاؤ! مجھ سے ہزاروں اپرنائیں تمہاری راہ تاک رہی ہیں۔

اندر: (خوشی سے چونک کر) تو کیا! تو کیا! تمہارے دل میں ابھی

میرے لیے کوئی مقام ہے؟

اپرنا: آنسو بھری آنکھوں سے، آنکھوں اور سر کو ہلا کر سویکار

کرتی (مان لیتی) ہے

۔

اندر خوش ہو کر) تو بس تو میرے لیے اتنا کافی ہے تمہاری

محبت کے سہارے میں زندگی بھر آزادی وطن کے لیے

لڑتا رہوں گا۔"7۔

اسی لمحے کے کیشپ بابا وہاں اکر اندر سے کشمیر گھاٹی کی پرجا پر احسان کرنے کی شاباش دیتا ہے اور اسے حوصلہ دیتا ہے کہ وہ اپنے آریان یعنی ایران کو شتروں سے آزاد کروادے گا۔ اندر آخری سین میں دوزانو ہو کر اپرنا کو اور اس کے دیوتا رودر کو سلام بھیجتا ہوا اس سے ہمیشہ کے لیے رخصت ہو جاتا ہے۔ اپرنا بھی اس کی محبت اور جدائی میں آنسوؤں میں ڈوبی ہوئی اسے دیکھتی رہتی ہے یوں ڈرامے کا آخری سین اختتام پذیر ہوتا ہے۔

دینو بھائی پنت نے ڈرامہ "سورگ کی کھوج" یعنی جنت دھرتی کی کھوج کو نہایت خوبصورت انداز سے مکمل کر کے اردو ادب میں اعلیٰ درجے کی تحریر سے نوازا جو اردو یا ہندی ڈرامائی ادب میں ہمیشہ بہترین فن پارے کے طور پر یاد رکھی جائے گی۔ پنت جی کی تحریر میں بنیادی خوبی کہانی کی نہایت سادہ ترتیب اور پیچیدگی سے گریز ہے اس ڈرامے کہانی کی آخر دم تک دلچسپی اور کہانی کی سادگی قاری کو سمجھنے کے لیے آسانی مہیا کرتی ہے جس سے کسی ایک

AL-AASAR Journal
Quarterly *Research Journal*
www. al-aasar.com
Vol. 3, No. 1 (2026)
Online ISSN: 3006-693X
Print ISSN: 3006-6921

بھی لمحے سمجھنے میں بوریت کا احساس پیدا نہیں ہوتا۔ مجموعی طور پر ڈرامہ ہندی اردو زبان و ادب کی عکاسی کرتا ہے۔ یوں اسے اردو ہندی ڈرامہ کہنا بھی بے جانا ہو گا کیوں کہ راقم اس ڈرامے کی ہندی سنسکرت سے ماخوذ لغت کو سمجھنے کے لیے کہیں کہیں نامانوس نئے طرز کے قابل فہم آسان الفاظ سے بھی متعارف ہوا جو سیکھنے کے لحاظ سے نہایت منفرد اور دلفریب عمل ٹھہرا۔ یوں بھی ہم کہہ سکتے ہیں کہ ہندی یا اردو دونوں زبانیں ایک ہی مٹی سے نکلی ہیں جو آپس میں سگی بہنوں کی بجائے یک دل یک جاں کی حیثیت رکھتی ہیں یعنی اگر انہیں ایک ہی سمجھا جائے تو کیا برا ہے۔

خود پنت صاحب نے ڈرامہ کے پیش لفظ میں اس بات کا اظہار کیا ہے کہ " ہندی اُردو کا جھگڑا تو محض آپسی ناآشنائی کا ہی بکھیڑا ہے " اور یہ بھی کہا کہ اردو سے بے پناہ پیار کرنے والے ڈرامے کی زبان کے حوالے سے نالاں ہوں گے لیکن اگر زبان کے معاملے میں کٹر پن اختیار کیا جائے تو ایسا عمل زبان کے لیے خودکشی کا باعث بنے گا اس لیے ہمیں ناٹک یعنی ڈرامہ ہندی اردو زبان کے جھگڑے کو چھوڑ کر فن ادب پر توجہ دینی ہو گی۔

حوالہ جات:

1۔ پی۔ این۔ کے۔ بامزی۔ کلچرل اینڈ پولیٹیکل ہسٹری آف کشمیر۔ (جلد اول) ایم۔ ڈی پبلی شرز، پرائیوٹ لمیٹڈ، نیو دہلی۔ 1994ء۔ ص۔ 61

2۔ دینو بھائی پنت۔ سورگ کی کھوج۔ پہلا ایڈیشن۔ چاند پریس جموں۔ 1963ء۔ ص۔ 23

3۔ ایضاً۔ ص۔ 40

4۔ ایضاً۔ ص۔ 12

5۔ ایضاً۔ ص۔ 62

6۔ ایضاً۔ ص۔ 108

7۔ ایضاً۔ ص۔ 112